1

12 ربیع الاول 1433ھ

Research Paper 1

5 February 2012

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ و علی ازواجہ و الہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین

رسولُ اللہ ﷺ کی آخری وصیّتیں

میرے مسلمان بھائیو ! شیطانی وسوسوں کے باوجود اَپنی موت سے پہلے پہلے صرف ایک مرتبہ اِس تحریر کو اوّل تا آخر لازمی، لازمی، لازمی پڑھ لیں!

"اللہ ﷻ کی وَحی" سے مُتعلق آخری وصیّتیں

اللّٰہ ﷻ کے محبوب اور ہمارے اِنتہائی شفیق آقا ، اِمامِ آعظم ، اِمامِ کائنات ، سید الاولین والاخرین، اِمامُ الانبیاء و المرسلین، شفیع المذنبین ، رحمة للعالمین ، سیّدنا مُحمّد رسولُ اللہ ﷺ نے اَپنی وفات کے بعد اَپنی اُمت کو اللّٰہ ﷻ کی **وَحی (قرآن اور صحیح احادیث)** کے ساتھ تعلق مضبوط بنانے کی وصیت فرمائی چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے (اَپنی وفات سے 3- ماہ پہلے) حجۃ الوداع کے موقعہ پر اِرشاد فرمایا :

1 **ترجمہ صحیح حدیث :** "بے شک میں اپنے بعد تم میں دو اَیسی عظیم چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں کہ اگر اُنھیں مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے : I اللّٰہ ﷻ کی کتاب اور II اُسکے رسول ﷺ کی سُنّت (جو صحیح احادیث سے ماخوذ ہو)۔" **[الموطاء لِلمالك "كتابُ القدر" حدیث نمبر 1628 ، المُستدرك لِلحاكم "كتابُ العلم" حدیث نمبر 318]**

★ **نوٹ :** اللّٰہ ﷻ نے علماء اور درویشوں کی تعلیمات کی بجائے اَپنی **وَحی (قرآن اور اُسکی تفسیر یعنی صحیح احادیث)** کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے : **[سورۃ الحجر، آیت نمبر 9]**

نوٹ : ﴿ اِجماعِ اُمت ﴾ کو حُجت ماننا دراَصل قرآن و صحیح احادیث کا حکم ماننے میں ہی داخل ہے : **[النساء : 115] ، [المُستدرك لِلحاكم "كتابُ العلم" حدیث نمبر 399]**
اگر قرآن و سنت (صحیح حدیث) اور اِجماعِ اُمت کی مخالفت نہ آئے تو ﴿ قیاس یا اجتھاد ﴾ کرنا جائز ہے : **[المُصنف لابن ابی شیبة "كتابُ البیوع" حدیث نمبر 22,990]**

سیدنا زید بن ارقم ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے (اَپنی وفات سے 3- ماہ پہلے حجۃ الوداع سے واپسی پر) ﴿ غدیرِ خُم ﴾ کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا :

2 **ترجمہ صحیح حدیث :** " اَے لوگو آگاہ ہو جاؤ ! میں بھی اِنسان ہوں، قریب ہے کہ میرے پاس میرے رَب کا قاصد (موت کا فرشتہ) آئے اور میں اُسکی بات قبول کر لوں۔ میں اَپنے بعد تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں : I پہلی چیز تو اللّٰہ ﷻ کی کتاب ہے، اِس میں ہدایت اور نور ہے، تم اللّٰہ ﷻ کی کتاب کو پکڑو اور اُس سے تعلق مضبوط کرو۔ اللّٰہ ﷻ کی کتاب اللّٰہ ﷻ کی رسی ہے، جس نے اُسکی اِتباع کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اُسے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہو گیا۔ II اور دوسری چیز میرے اہلِ بیت ہیں۔ میں اَپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللّٰہ ﷻ سے ڈراتا ہوں، اَپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللّٰہ ﷻ سے ڈراتا ہوں۔ (اُن سے اَچھا برتاؤ کرنا) **[صحیح مُسلم "كتابُ الفضائل" حدیث نمبر 6228]**

3 **ترجمہ صحیح حدیث :** سیّدنا طلحہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ سے پوچھا : کیا رسولُ اللہ ﷺ نے کسی کو اَپنا وَصی (وصیت کیا گیا خلیفہ) بنایا تھا ؟ اُنھوں نے کہا : " نہیں "..... " (مگر) رسولُ اللہ ﷺ نے ہمیں اللّٰہ ﷻ کی کتاب پر عمل کرتے رہنے کی وصیت فرمائی تھی۔" **[صحیح بُخاری "كتابُ المغازی" حدیث نمبر 4460]**

"قبروں" سے مُتعلق آخری اہم وصیّتیں

اللّٰہ ﷻ کے محبوب سیّدنا مُحمّد رسولُ اللہ ﷺ کی اِسی ضمن میں 10 - صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں :

1 **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب رسولُ اللہ ﷺ مرضِ وفات میں مبتلا تھے تو بار بار اَپنی چادر کو اَپنے چہرہ مبارک پہ ڈالتے اور جب چادر کی وجہ سے گھبراہٹ شروع ہو جاتی تو اُسے اَپنے چہرہ مبارک سے ہٹا دیتے اور اِسی حال میں فرماتے جاتے تھے : ﴿ لَعَنَ اللهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ ﴾ (ترجمہ : اللّٰہ ﷻ کی لعنت ہو یہودیوں اور نصرانیوں (عیسائیوں) پر کہ اُنھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا)۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : " اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ رسولُ اللہ ﷺ کی قبر پہ لوگ سجدے شروع کر دیں گے تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کو (زائرین کی زیارت کیلئے) کھلا چھوڑ دیا جاتا مگر آپ ﷺ کو یہی خوف تھا جس کی وجہ سے رسولُ اللہ ﷺ اِس عمل سے بچنے کی تلقین کر رہے تھے۔" **[صحیح بُخاری "كتابُ الجنائز" حدیث نمبر 1390 ، صحیح مُسلم "كتابُ المساجد" حدیث نمبر 1183]**

2 **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدنا جُندب ؓ سے رِوایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اَپنی وفات سے 5 - دن قبل اِرشاد فرمایا: " خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے خبردار! تم لوگ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا بیشک میں تمہیں اِس حرکت سے منع کرتا ہوں۔" **[صحیح مُسلم "كتابُ المساجد" حدیث نمبر 1188]**

3 **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدنا ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے (اللّٰہ ﷻ کے حضور دُعا کرتے ہوئے) عرض کیا : " اَے اللّٰہ ﷻ میری قبر کو ایسا بُت نہ بنا دینا کہ اُسے پوجا جانے لگے۔ اللّٰہ ﷻ کی لعنت ہو اُن پر جنھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔" **[مُسندِ اِمامِ احمد "مُسند ابی ھریرہ ؓ" حدیث نمبر 7352]**

4 **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں : " منع فرمایا ہے رسولُ اللہ ﷺ نے : I قبروں کو پکا کرنے سے اور II اِن پر عمارت بنانے سے اور III اِن پر بیٹھنے سے (چاہے ویسے بیٹھنا ہو ، چاہے مجاور بن کے) اور IV اِن پر لکھنے (کتبہ لگانے) سے۔" ﴿ **نوٹ :** آخری جملہ نمبر IV "جامع ترمذی" میں موجود ہے ﴾
[صحیح مُسلم "كتابُ الجنائز" حدیث نمبر 2245 ، جامع ترمذی "كتابُ الجنائز" حدیث نمبر 1052]

نوٹ : اَپنے کسی عزیز کی قبر کی نشاندہی کیلئے اُسکی قبر کے سرہانے ﴿ پتھر سے نشانی ﴾ رکھنا رسولُ اللہ ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے : **[سُنن ابی داؤد "كتابُ الجنائز" حدیث نمبر 3206]**

5 **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدنا ابو مرثد غنوی ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : " قبروں پر مت بیٹھو اور نہ ہی اُنکی طرف رُخ کر کے نماز پڑھو۔"
[صحیح مُسلم "كتابُ الجنائز" حدیث نمبر 2250]

6 **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدنا ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشادفرمایا : " اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ (یعنی اُن میں نوافل پڑھنے کا اہتمام کیا کرو) اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنالینا، اور مجھ پر درود بھیجو، تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔" [سُنن ابی داؤد "کتابُ المناسك" حديث نمبر 2042]

7 **ترجمہ صحیح حدیث :** مشہور تابعی ثمامہ بن شفی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ہم سیدنا فضالہ بن عبید ؓ کے ہمراہ روم کے شہر ﴿روڈس﴾ میں قیام پذیر تھے۔اسی دوران ہمارا ایک ساتھی وفات پاگیا تو سیدنا فضالہ بن عبید ؓ کے حکم سے اُس کی قبر کو زمین کے برابر بنایا گیا۔سیدنا فضالہ بن عبید ؓ نے فرمایا کہ میں نے خود رسولُ اللہ ﷺ سے سُنا ہے کہ آپ ﷺ قبروں کو زمین کے برابر بنانے کا حکم دیا کرتے تھے۔" [صحیح مُسلم "کتابُ الجنائز" حديث نمبر 2242]

8 **ترجمہ صحیح حدیث :** ابوھیاج اسدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی ؓ نے مجھ سے فرمایا: " کیا میں تمہیں اُس کام کے لئے نہ بھیجوں جس کام کے لئے مجھے خود رسولُ اللہ ﷺ نے معمور فرمایا تھا اور وہ یہ کہ تم ہر تصویر کو مٹادو اور ہر اونچی قبر کو زمین کے برابر کردو۔" [صحیح مُسلم "کتابُ الجنائز" حديث نمبر 2243]

نوٹ : سیدنا فضالہ بن عبید ؓ کے حکم سے کسی کافر نہیں بلکہ ﴿ایک مجاہد تابعی رحمہ اللہ﴾ کی قبر کو زمین کے برابر بنایا گیا اور یوں ایک صحابی ؓ کے فہم سے واضح ہوا کہ قبر کو زمین کے برابر بنانا درست ہے البتہ شریعت میں قبر کو ﴿اونٹ کی کوہان﴾ کے برابر (قریباً ایک بالشت) اونچا رکھنے کی اِجازت بھی موجود ہے: [صحیح بُخاری "کتابُ الجنائز" حديث نمبر 1390]

یھود و نصاریٰ کا "طرزِعمل" اورأمت مُحمّدیہ ﷺ

اللہ ﷻ کے محبوب ﷺ نے بہت پہلے ہی ہمیں ﴿خطرناک طرزِ عمل﴾ سے آگاہ فرمادیا تھا چنانچہ :

9 **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ اُمہات المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسولُ اللہ ﷺ کے سامنے اِیک گرجے کا ذکر کیا جو اُنھوں نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا اور اُسے ﴿ماریہ﴾ کہا جاتا تھا، اور اُنھوں نے اُس گرجے میں لٹکی ہوئی کچھ تصاویر کا ذکر بھی رسولُ اللہ ﷺ کے سامنے کیا تو رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشادفرمایا : "یہ لوگ ایسے تھے کہ جب اُن میں سے کوئی نیک آدمی مرجاتا تو وہ اُسکی قبر پر مسجد بنالیتے اور پھر اُس میں اُسکی تصویریں لٹکادیتے، قیامت کے دن یہ لوگ اللہ ﷻ کے نزدیک بدترین مخلوق شمار ہونگے۔" [صحیح بُخاری "کتابُ الجنائز" حديث نمبر 1341 ، صحیح مُسلم "کتابُ المساجد" حديث نمبر 1180]

10 **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدنا ابوسعید خُدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشادفرمایا : " یقیناً تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں کے پیچھے چل پڑو گے جس طرح بالشت، بالشت کے ساتھ اور ہاتھ، ہاتھ کے ساتھ (برابر ہوتا ہے) حتیٰ کہ اگر پہلے لوگوں نے کسی گوہ کے سوارخ میں داخل ہونے کا (بالکل فضول) کام کیا تو تم بھی اُن کے پیچھے چلو گے۔" پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ اُن پہلے لوگوں سے مراد کیا یہودی اور نصرانی (عیسائی) ہیں؟ تو آپ ﷺ نے اِرشادفرمایا : " اگر وہ مراد نہیں تو اور کون مراد ہیں ؟ "

[صحیح بُخاری "کتابُ الاعتصام بالکتاب والسنة" حديث نمبر 7320 ، صحیح مُسلم "کتابُ العلم" حديث نمبر 6781]

نوٹ : اُمتِ مُحمّدیہ ﷺ کی موجودہ حالت دیکھنے کے بعد مندرجہ بالا احادیث کے 100 فیصد سچے ہونے کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔﴿ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ ﴾

صحیح احادیث پڑھنے کا "فطری نتیجہ"

مندرجہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں ایک بہت بڑی علمی شخصیت جسے برصغیر پاک وہند میں ﴿اھلِسُنّت﴾ کا دعویٰ کرنے والے تینوں مسالک: I بریلوی، II دیوبندی، اور III سلفی (اہلِ حدیث) اپنا بزرگ مانتے ہیں یعنی سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی۔1270ھ) لکھتے ہیں :

✪ **اردو میں ترجمہ :** "اِس بات پر اجماعِ اُمت ہے کہ سب سے بڑا حرام اور شرک کے اَسباب کی چیزوں میں سے مزاروں کے پاس نماز پڑھنا ، اور اُن پر مسجدیں یا عمارتیں بنانا ہے۔ اَیسی تمام چیزوں کو اور قبروں پر بنائے گئے گنبدوں کو گرانا واجب ہے۔ کیونکہ یہ ﴿مسجد ضرار﴾ (جسے گرانے کا حکم خود اللہ ﷻ نے قرآن میں دیا تھا) سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں اِسلئے کہ اِن کی بنیادیں رسولُ اللہ ﷺ کی مخالفت پر رکھی گئی ہیں اور قبروں پر ہر قندیل اور ہر چراغ بجھا دینا بھی واجب ہے اور کوئی جواز موجود نہیں ہے اِنکے وقف کرنے اور نذریں ماننے کا۔"

["تفسیرروحُ المعانی" حواله: 15 / 238 ، مکتبه امدادیه ، ملتان]

مسجد نبوی ﷺ اور "گنبدِ خضریٰ" کا مسئلہ

رسولُ اللہ ﷺ کی تعلیمات کا مذاق اُڑاتے ہوئے بعض گستاخ علماء اور گستاخ عوام مسجد نبوی ﷺ اور گنبدِ خضریٰ کی مثال دے کر رسولُ اللہ ﷺ کی مخالفت پہ بنائے گئے اِن مزارات اور اُن قبروں پہ بنی مسجدوں کا جھوٹا دفاع کرتے ہیں لہذا یہاں اَشد ضروری ہے کہ اِس مسئلہ کی حقیقت اور تاریخ بھی بیان کردی جائے۔ جہاں تک مسجد نبوی ﷺ کا مسئلہ ہے تو وہ رسولُ اللہ ﷺ کی قبر مبارک پہ نہیں بنائی گئی اور نہ ہی رسولُ اللہ ﷺ کی قبر مبارک مسجد نبوی ﷺ میں بنائی گئی تھی بلکہ قبر مبارک تو حجرِہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں بنائی گئی تھی کیونکہ صحیح حدیث کیمطابق ہر نبی علیہ السلام کو اُسکے وفات کے مقام پر ہی دفن کیا جاتا ہے : [جامع ترمذی "کتابُ الجنائز" حديث نمبر 1018]

رہا گنبدِ خضریٰ کا مسئلہ تو حقیقت یہ ہے کہ گنبد بنانے کی ٹیکنالوجی قبل از مسیح علیہ السلام ہونیکے باوجود پہلے 650 سال کے مسلمانوں نے رسولُ اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر گنبد بنانے کی جرات نہیں کی کیونکہ اُنھیں رسولُ اللہ ﷺ کی درجنوں صحیح احادیث نے روک رکھا تھا۔اِسی ضمن میں مشہور مسلمان مورخ علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی رحمہ اللہ (المتوفی۔911ھ) لکھتے ہیں :

"678 ھ میں (رسولُ اللہ ﷺ کی وفات کے 667 سال بعد) بادشاہِ مصر منصور بن قلاوون صالحی نے کمال احمد بن برہان کے مشورے سے لکڑی کا گنبد بنوایا اور اُسے حجرِہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی چھت پر لگادیا اور اُس کا نام ﴿قبہ رزاق﴾ پڑ گیا۔ اُس وقت کے علماء ہر چند کہ اُس صاحبِ اقتدار کو روک نہ سکے مگر اُنھوں نے اِس کام کو بہت ہی بُرا خیال کیا۔حتیٰ کہ جب اِس کام کا مشورہ دینے والے کمال احمد بن برہان کو معزول کردیا گیا تو لوگوں نے اُسکی معزولی کو اللہ ﷻ کی طرف سے اُسکے اِس فعل کی سزا شمار کیا۔" ["وفاء الوفا" جلد نمبر 1 ، صفحه نمبر 435]

نوٹ : اَب ذرا مدینہ شریف میں بدعت جاری کرنے والے کے انجام سے متعلق سیدنا علی ؓ اور سیدنا انس بن مالک ؓ کی رسولُ اللہ ﷺ سے روایت کردہ ﴿وعید﴾ ملاحظہ فرمائیں :

✪ **ترجمہ صحیح حدیث :** "مدینہ حرم ہے فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک ۔ اِس حد میں کوئی درخت نہ اُکھاڑا جائے اور نہ ہی کوئی بدعت جاری کی جائے ۔ جس نے یہاں کوئی بھی بدعت نکالی اُس پر اللہ ﷻ کی لعنت، تمام فرشتوں کی لعنت، اور تمام اِنسانوں کی لعنت ہے ۔ اور قیامت کے دِن اللہ ﷻ نہ تو اُس کا کوئی فرض قبول کرے گا اور نہ ہی کوئی نفل قبول کرے گا ۔"

[صحیح بُخاری "کتاب فضائل مدینہ" حدیث نمبر 1867 ، صحیح مُسلم "کتابُ الحج" حدیث نمبر 3324]

سرزمینِ عرب سے "مزارات کا خاتمہ"

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے (زمانہ قربِ قیامت سے متعلق) اِرشاد فرمایا :

❶ **ترجمہ صحیح حدیث :** "اِسلام آغاز میں اجنبی تھا اور عنقریب دوبارہ اجنبی ہو جائے گا ۔ اور اِن دو مسجدوں (مسجد الحرام اور مسجد نبوی ﷺ) کے درمیان اِسطرح واپس آجائے گا جیسے سانپ (بچاؤ کیلئے) اپنے بِل میں واپس آجاتا ہے ۔"

[صحیح مُسلم "کتابُ الایمان" حدیث نمبر 373]

نوٹ : اللہ ﷻ کی اپنے محبوب سیدنا مُحمّد رسولُ الله ﷺ کو دی گئی غیبی خبر کے عین مطابق 1925ء میں ﴿سلفی تحریک﴾ کی کامیابی کے نتیجہ میں جب حرمین شریفین کی خدمت اہلِ توحید کے پاس آئی تو علمائے عرب کے کہنے پر مکہ شریف اور مدینہ شریف کے قبرستانوں میں بنائے گئے 600 سال پرانے مزارات کو گرا کر رسولُ اللہ ﷺ کی مبارک شریعت کا نفاذ کیا گیا جسکا منظر کچی قبروں کی صورت میں آج بھی ہر حج و عمرہ کرنے والا مسلمان خود دیکھ سکتا ہے ۔ البتہ ﴿گنبدِ خضریٰ﴾ کو حجرہ عائشہ رضی الله عنها کی مبارک چھت سے نہیں اُتارا گیا بالکل ویسے ہی جیسا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اختلاف کے ڈر کے باعث ﴿حطیم﴾ کو شاملِ کعبہ نہیں کیا تھا چنانچہ سیدہ عائشہ رضی الله عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے مجھ سے اِرشاد فرمایا:

❷ **ترجمہ صحیح حدیث :** "اَے عائشہ ! اگر تمہاری قوم نے نئی نئی جاہلیت نہ چھوڑی ہوتی اور مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ اُنکے دِل (اِسلام سے) پھر جائینگے تو میں (زمانہ جاہلیت کی تعمیر گرا کر سیدنا ابراھیم ؑ کی طرح) ﴿حطیم﴾ کو خانہ کعبہ میں شامل کر دیتا ۔"

[صحیح بُخاری "کتابُ الحج" حدیث نمبر 1584 ، صحیح مُسلم "کتابُ الحج" حدیث نمبر 3249]

"قبرستان" جانے کا حکم اور مقصد

مندرجہ بالا تحریر پڑھنے کے بعد آپ کے دِل میں یہ خیال آرہا ہوگا کہ اگر قبروں کا فتنہ اِتنا خطرناک ہے تو آخر رسولُ اللہ ﷺ نے قبروں پہ جانے سے روک کیوں نہیں دیا ۔ ۔ ۔ ؟ میرے مسلمان بھائیو ! آپ بالکل صحیح سوچ رہے ہیں کیونکہ رسولُ اللہ ﷺ نے بھی اِسی وجہ سے پہلے تو قبروں پہ جانے سے ہی روک دیا اور پھر بعد میں اِسکی مشروط اِجازت دی اور ساتھ ہی ساتھ قبروں پہ جانے کا شرعی مقصد اور وہاں کی دُعا بھی واضح الفاظ میں بیان فرما دی چنانچہ مندرجہ ذیل 3 - صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں :

❶ **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدنا ابو ہریرہ ؓ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : "میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا اَب تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہیں اور موت و آخرت کی یاد دلاتی ہیں ۔"

[صحیح مُسلم "کتابُ الجنائز" حدیث نمبر 2259]

❷ **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدنا بریدہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے قبرستان کیلئے یہ دُعا تعلیم فرمائی : ﴿ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللهُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ ﴾ (ترجمہ : سلامتی ہو مومنین اور مسلمین گھر والو تم پر اور بے شک اللہ ﷻ نے چاہا تو ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ ﷻ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں) ۔

[صحیح مُسلم "کتابُ الجنائز" حدیث نمبر 2257]

❸ **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں : "لعنت فرمائی ہے رسولُ اللہ ﷺ نے بہت کثرت کے ساتھ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر ۔"

[جامع ترمذی "کتابُ الجنائز" حدیث نمبر 1056]

نوٹ : رسولُ اللہ ﷺ نے عورتوں کو بھی کبھی کبھار قبرستان جانے کی اجازت عطا فرمائی ہے مگر شرعی حدود کا خیال رکھتے ہوئے : [صحیح مُسلم "کتابُ الجنائز" حدیث نمبر 2256]

"مزارات" کیلئے سفر کی مُمانعت

جہاں تک مزارات پہ جانے کا تعلق ہے تو رسولُ اللہ ﷺ نے اِس قسم کے تمام سفر اِختیار کرنے سے ہی منع فرما دیا چنانچہ :

❶ **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدنا ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "رختِ سفر نہ باندھا جائے (اضافی ثواب کی نیت سے) سوائے 3- مساجد کے :

Ⅰ مسجد الحرام، Ⅱ مسجد نبوی ﷺ، Ⅲ مسجد اقصیٰ ۔" [صحیح بُخاری "کتابُ الصلوۃ فی المکۃ والمدینہ" حدیث نمبر 1189 ، صحیح مُسلم "کتابُ الحج" حدیث نمبر 3384]

نوٹ : سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ جب مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوتے تو دو رکعت نفل پڑھتے اور پھر رسولُ اللہ ﷺ کی قبر مبارک پہ حاضر ہو کر عرض کرتے :

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللهِ (ترجمہ : سلام ہو آپ پر اَے اللہ کے رسول ﷺ) [المُصنف لابن ابی شیبۃ "کتابُ الجنائز" حدیث نمبر 11,793]

❷ **ترجمہ صحیح حدیث :** "میں کوہِ طور پر گیا تو میری ملاقات وہاں (سابقہ یہودی عالم) کعب بن احبار رحمہ الله سے ہو گئی ۔ ہم ایک دِن اکٹھے رہے، میں اُنھیں رسولُ اللہ ﷺ کی احادیث سُناتا رہا اور وہ مجھے تورات سے کچھ سُناتے رہے ۔ ۔ ۔ ۔ پھر جب میں وہاں سے واپس آیا تو میری ملاقات ابو بصرہ غفاری ؓ سے ہو گئی تو اُنھوں نے مجھ سے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو ؟ میں نے کہا کوہِ طور سے آرہا ہوں ۔ اُنھوں نے کہا: (اَے ابو ہریرہ ؓ) اگر تم کوہِ طور پہ جانے سے پہلے مجھے مِل لیتے تو کبھی وہاں نہ جاتے ! میں نے پوچھا وہ کیوں ؟ اِس بات پر اُنھوں نے کہا کہ میں نے خود رسولُ اللہ ﷺ سے سُنا کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "رختِ سفر نہ باندھا جائے سوائے 3 - مساجد کے : Ⅰ مسجد الحرام، Ⅱ مسجد نبوی ﷺ اور Ⅲ مسجد اقصیٰ " ۔ ۔ ۔ ۔ (رسولُ اللہ ﷺ کی تنبیہ بھری حدیث سن کر سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے خاموشی اِختیار کر لی) ۔

[سُنن نسائی "کتابُ الجمعہ" حدیث نمبر 1430]

نوٹ : کوہِ طور کے نام پہ قرآن میں پوری سورت موجود ہے بلکہ اللہ ﷻ نے اُسکی قسم بھی ذکر فرمائی ہے ۔ مگر اُس صحابی ؓ نے کوہِ طور پہ جانے کو بھی رسولُ اللہ ﷺ کی نافرمانی شمار کیا، تو کیا وہی صحابی ؓ رسولُ اللہ ﷺ کے فرامین کی 100 فیصد مخالفت میں بنائے گئے مزارات پر ہمیں حاضری دینے کی اِجازت دیں گے ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ﴿فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے ۔ ۔ ۔ !﴾

"حیاتُ النبی ﷺ کا مسئلہ" 100 فیصد برزخی ھے

اللہ ﷻ کی راہ میں جان دینے والے شہداء کرام رحمھم اللہ سے متعلق اِرشاد ہوتا ہے :

1 وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ O [سورۃ آل عمران ، آیت نمبر 169]

ترجمہ آیت مبارکہ : " اور ہرگز مردہ نہ سمجھنا اُن کو جولوگ شہید کردیئے جائیں اللہ ﷻ کی راہ میں، بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے رب کے پاس اور انھیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔"

2 وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ O [سورۃ البقرہ ، آیت نمبر 154]

ترجمہ آیت مبارکہ : " اور مت کہو مردہ اُن کو جولوگ شہید کردیئے جائیں اللہ ﷻ کی راہ میں، بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم اُنکی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔"

3 ---- وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ O [سورۃ المؤمنون ، آیت نمبر 100]

ترجمہ آیت مبارکہ : " اور اِن (سب مرنے والوں) کے پیچھے برزخ (یعنی چھُپا ہوا پردہ) حائل ہے (موت سے لے کر قیامت کے) اُٹھائے جانے والے دن تک۔"

نوٹ : مندرجہ بالا آیات سے شہداء کرام رحمھم اللہ اور انبیاء کرام علیھم السلام کی بدرجہ اولیٰ اور بالخصوص اِمامُ الانبیاء و المرسلین ﷺ کی ﴿برزخی زندگی﴾ کی اعلیٰ ترین خصوصیات کا علم ہوتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ﴿برزخی زندگی﴾ کا شعور کسی اِنسان کے بس کی بات نہیں بلکہ اسکا علم صرف اور صرف اللہ ﷻ کے ساتھ خاص ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں اَیسی چیزوں کو ﴿مُتشابھات﴾ کہا جاتا ہے اور اِنکی کیفیت میں پڑنا سراسر گمراہی اور فتنے کا باعث ہے چنانچہ اللہ ﷻ نے ﴿مُتشابھات﴾ سے متعلق واضح طور پہ اِرشاد فرمایا :

4 ---- فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ O [سورۃ آل عمران ، آیت نمبر 7]

ترجمہ آیت مبارکہ : " پس جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہوتا ہے تو وہ ﴿مُتشابھات﴾ (جن کا شعور نہیں دیا گیا ہے) کے پیچھے لگ جاتے ہیں تا کہ اُن سے فتنہ تلاش کریں اور مُرادِ اصلی کا پتہ لگائیں، حالانکہ اُنکی حقیقت سوائے اللہ ﷻ کے کوئی نہیں جانتا۔ اور جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ تو یہی کہتے ہیں کہ ہم تو اِن تمام آیات پر ایمان لاتے ہیں (بغیر کسی کیفیت میں پڑے) یہ تمام آیات ہمارے رب کی طرف سے ہیں، اور نصیحت تو نہیں حاصل کرتے مگر صرف وہ جو عقل مند ہیں۔"

"حیاتُ النبی ﷺ کا مسئلہ" اور گستاخانہ واقعات

اَفسوس ! بعض لوگوں کو شیطان نے **وَحی (قرآن اور اُسکی تفسیر یعنی صحیح احادیث)** کی سچی تعلیمات کے برعکس ﴿ مُتشابھات ﴾ کے پیچھے لگاتے ہوئے گستاخانہ واقعات اُمت میں پھیلا کر گمراہی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اِسی ضمن میں ایک ﴿ گستاخانہ وجھوٹا واقعہ ﴾ ملاحظہ فرمائیں :

"سید احمد رفاعی مشہور اکابر صوفیہ میں سے ایک ہیں اُنکا قصہ مشہور ہے کہ جب 555ھ میں حج سے فارغ ہو کر وہ قبر رسول ﷺ کے مقابل کھڑے ہوئے تو دو عربی اشعار پڑھے:----

★ **اردو میں ترجمہ :** " دوری کی حالت میں اپنی روح کو آستانہ اقدس پہ بھیجا کرتا تھا، وہ میری نائب بن کر آستانہ اقدس چومتی تھی۔ اَب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے تو اپنا ہاتھ مبارک عطا فرمائیں تا کہ میرے ہونٹ اُسکو چومیں۔" اِس پر قبر شریف سے ہاتھ مبارک باہر نکلا اور اُنھوں نے اُس کو چوما۔ کہا جاتا ہے اُس وقت 90 ہزار کا مجمع مسجد نبوی ﷺ میں موجود تھا جنھوں نے اِس واقعہ کو دیکھا جن میں پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا نامِ نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے۔"

[دیو بندی : مولانا شیخ ذکریا سھارنپوری "فضائل حج" واقعہ 12 صفحہ 166 ، بریلوی : مولانا محمد الیاس قادری "فیضان سنت" "مصافحہ و معانقہ کی سُنتیں صفحہ 654]

نوٹ : سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا رسولُ اللہ ﷺ کی وفات کے بعد 47 سال تک قبر مبارک والے حجرہ میں رہیں مگر آپ نے کبھی بھی رسولُ اللہ ﷺ کی ﴿برزخی زندگی﴾ میں آپ ﷺ سے قبر مبارک پر ملاقات نہیں کی۔ حتیٰ کہ جب آپ رضی اللہ عنھا نے اجتہادی غلطی کے باعث سیدنا علی ؓ سے جنگ کا فیصلہ کیا تب بھی رسولُ اللہ ﷺ نے اَپنا ہاتھ مبارک باہر نہیں نکالا۔

"حیاتُ النبی ﷺ کا مسئلہ" اور صحابہ کرام ؓ کا عقیدہ

تمام مخلوقات سے اعلیٰ ﴿ برزخی زندگی ﴾ سیّدنا مُحمّد رسولُ اللہ ﷺ کو حاصل ہے مگر صحابہ کرام علیھم الرضوان جنھوں نے خود اپنی آنکھوں سے رسولُ اللہ ﷺ کی دنیاوی زندگی میں ہزاروں حسّی معجزات دیکھے تھے، آپ ﷺ کی وفات کے بعد کبھی یہ جرات نہیں کی کہ ﴿برزخی زندگی﴾ کو آپ ﷺ کی ﴿دنیاوی زندگی﴾ پہ قیاس کرتے ہوئے آپ ﷺ کی قبر مبارک پہ جا کر کوئی معجزہ طلب کریں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اَیسی حرکت کرنا گستاخی ہے چنانچہ :

★ **ترجمہ صحیح حدیث :** سیدنا انس بن مالک ؓ روایت کرتے ہیں : "سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے زمانہ میں جب لوگ قحط سالی کا شکار ہو جاتے تو آپ ؓ سیدنا عباس بن عبدالمطلب ؓ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے اور یوں عرض کرتے: اَے اللہ ﷻ بے شک پہلے پہل ہم اپنے نبی ﷺ کو تیری بارگاہ میں وسیلہ کے طور پہ پیش کرتے تھے اور (اُنکی دُعا کی برکت سے) تو ہم پہ بارش برسا دیا کرتا تھا۔ (آپ ﷺ کی وفات کے بعد) اَب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کے چچا کو وسیلہ کے طور پر لے کر آئے ہیں۔ پس (اُنکی دُعا کی برکت سے) ہم پر بارش نازل فرما۔ (سیدنا انس ؓ فرماتے ہیں) پس یوں اُن پر بارش برس پڑتی۔" [صحیح بُخاری "کتابُ الا ستسقاء" حدیث نمبر 1010]

آخری نصیحت

سیدنا عمر ؓ نے نبی ﷺ کی اعلیٰ ترین ﴿برزخی زندگی﴾ کے باوجود قبر پہ جا کر آپ ﷺ سے دُعا نہیں کروائی بلکہ آپ ﷺ کے چچا کو وسیلہ کے طور پر لا کر اُن سے دُعا کروائی اور اُمتِ مُحمّدیہ ﷺ کو یہ عقیدہ سمجھا دیا کہ ﴿ صحیح وسیلہ شخصی ﴾ دُنیاوی زندگی میں موجود نیک آدمی سے دُعا کروانا ہے اور اِسی عقیدہ پر اُمت کا اِجماع ہے۔ ﴿اَلحَمدُ لِلّٰہِ﴾